بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ جرمنی

جماعت احمدیہ

# اخبار احمدیہ

جرمنی کا ترجمان

نگران: مبارک احمد تنویر، انچارج شعبہ تصنیف مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 04۔ ماہ شہادت 1395 ہجری شمسی بمطابق اپریل 2016ء

## قرآن کریم

قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡ لَا دُعَآؤُکُمۡ ۚ فَقَدۡ کَذَّبۡتُمۡ فَسَوۡفَ یَکُوۡنُ لِزَامًا (الفرقان: 78)

ترجمہ: ”تو کہہ دے کہ اگر تمہاری دعا نہ ہوتی تو میرا رب تمہاری کوئی پرواہ نہ کرتا۔ پس تم اسے جھٹلا چکے ہو سو ضرور اس کا وبال تم سے چمٹ جانے والا ہے۔“

(ترجمہ از. حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

## حدیثِ مبارکہ

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”اُدۡعُوا اللّٰہَ وَاَنۡتُمۡ مُوۡقِنُوۡنَ بِالۡاِجَابَۃِ وَاعۡلَمُوۡا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَسۡتَجِیۡبُ دُعَاءً مِّنۡ قَلۡبٍ غَافِلٍ لَاہٍ“

”اللہ تعالیٰ سے دعا اس حال میں کرو کہ تم دعا کی قبولیت پر یقین رکھتے ہو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور غیر سنجیدہ دل کی دعا قبول نہیں کرتا“

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب فی جامع الدعوات)

## اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”اصل حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان نہ تو واقعی طور پر گناہ سے نجات پا سکتا ہے اور نہ سچے طور پر خدا سے محبت کر سکتا ہے اور نہ جیسا کہ حق ہے اس سے ڈر سکتا ہے جب تک کہ اسی کے فضل اور کرم سے اس کی معرفت حاصل نہ ہو اور اس سے طاقت نہ ملے اور یہ بات نہایت ہی ظاہر ہے کہ ہر ایک خوف اور محبت معرفت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں جن سے انسان دل لگاتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے یا ان سے ڈرتا ہے اور دور بھاگتا ہے۔ یہ سب حالات انسان کے دل کے اندر معرفت کے بعد ہی پیدا ہوتے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ معرفت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اور نہ مفید ہو سکتی ہے جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور فضل کے ذریعہ سے معرفت آتی ہے۔ تب معرفت کے ذریعہ سے حق بینی اور حق جوئی کا ایک دروازہ کھلتا ہے اور پھر بار بار دَور فضل سے ہی وہ دروازہ کھلا رہتا ہے اور بند نہیں ہوتا۔ غرض معرفت فضل کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور پھر فضل کے ذریعہ سے ہی باقی رہتی ہے۔ فضل معرفت کو نہایت مصفّٰی اور روشن کر دیتا ہے اور حجابوں کو درمیان سے اٹھا دیتا ہے اور نفس امارہ کے گرد و غبار کو دور کر دیتا ہے اور روح کو قوت اور زندگی بخشتا ہے اور نفس امارہ کو امارگی کے زندان سے نکالتا ہے اور بد خواہشوں کی پلیدی سے پاک کرتا ہے اور نفسانی جذبات کے تند سیلاب سے باہر لاتا ہے۔ تب انسان میں ایک تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور وہ بھی گندی زندگی سے طبعًا بیزار ہو جاتا ہے کہ بعد اس کے پہلی حرکت جو فضل کے ذریعہ سے روح میں پیدا ہوتی ہے وہ دعا ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دعا کرتے ہیں اور تمام نماز دعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں۔ کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔

مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں۔ تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔

مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کے لئے ہار اختیار کر لو اور شکست کو قبول کر لو تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ۔ دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنے صفات میں تبدیلی کرتا ہے اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں مگر تبدیلی یافتہ کے لئے اس کی ایک الگ تجلی ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ گویا وہ اَور خدا ہے حالانکہ اور کوئی خدا نہیں۔ مگر نئی تجلی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تب اس خاص تجلی کے شان میں اس تبدیل یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کیلئے نہیں کرتا۔ یہی وہ خوارق ہے۔“

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 221 تا 223)

## مشعلِ راہ

# ’’اسلام کی حقیقت اسی کو پتہ چل سکتی ہے جب کوئی گہرائی میں جا کر اس کا علم اور معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرے‘‘

### حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے حوالے سے کہ احکام الٰہی پر عمل معرفت الٰہی کے بغیر نہیں ہوسکتا، فرماتے ہیں:

’’اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ احکام الٰہی پر عمل بغیر معرفت الٰہی کے نہیں ہوسکتا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’علم اور معرفت کو خدا تعالیٰ نے حقیقت اسلامیہ کے حصول کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اور اگرچہ حصول حقیقت اسلام کے وسائل اور بھی ہیں جیسے صوم و صلوٰۃ اور دعا اور تمام احکام الٰہی جو چھ سو سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن عظمت و وحدانیت ذات اور معرفت شیون و صفات جلالی و جمالی حضرت باری عز اِسْمُہٗ وسیلۃ الوسائل اور سب کا موقوف علیہ ہے کیونکہ جو شخص غافل دل اور معرفت الٰہی سے بکلی بے نصیب ہے وہ کب توفیق پا سکتا ہے کہ صوم اور صلوٰۃ بجالاوے یا دعا کرے یا اور خیرات کی طرف مشغول ہو۔ ان سب اعمال صالح کا محرک تو معرفت ہی ہے اور یہ تمام دوسرے وسائل دراصل اسی کے پیدا کردہ اور اسی کے بنین و بنات ہیں‘‘ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 187-188)

یہ اقتباس بڑا اہم ہے اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ عام آدمی کے سمجھنے کے لئے بھی اس کی کچھ وضاحت کردوں۔

پہلی بنیادی بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمائی کہ اسلام کی حقیقت اسی کو پتہ چل سکتی ہے جب کوئی گہرائی میں جا کر اس کا علم اور معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرے یا اس وقت پتہ لگ سکتی ہے جب یہ کوشش کی جائے کہ علم اور معرفت حاصل ہو۔ فرمایا کہ اسلام کی حقیقت کے حصول کے لئے بہت سے ذریعے ہیں اور اسلام کی حقیقت انہی پر واضح ہوسکتی ہے جو ان ذریعوں کو حاصل کریں۔ بے شمار ذریعے ہیں ان کو حاصل کرنے کی کوشش ہوگی تبھی اسلام کی حقیقت واضح ہوگی۔ ان ذرائع میں نماز ہے، روزہ ہے، دعا ہے اور وہ تمام احکام الٰہی ہیں جو قرآن کریم میں درج ہیں اور ایک اندازے کے مطابق ان کی تعداد چھ سو سے زیادہ ہے۔ لیکن یاد رکھو نہ نماز کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے، نہ روزے کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے یعنی حقیقی طور پر نہ نماز کی ادائیگی کا فرض ادا ہوسکتا ہے، نہ روزے کی ادائیگی کا فرض ادا ہوسکتا ہے، نہ دعا کی حقیقت کا علم ہوسکتا ہے، نہ ہی قرآن کریم کے باقی احکامات کا صحیح فہم و ادراک ہوسکتا ہے ان سب باتوں کی گہرائی، اہمیت اور حقیقت کا علم تبھی ہوگا جب اللہ تعالیٰ کی عظمت کا علم اور معرفت حاصل ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کی ذات کی وحدانیت کی معرفت حاصل ہو۔ یہ یقین ہو کہ وہی ایک خدا ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور خدا نہیں۔

اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جو مختلف صفات ہیں جن میں صفات جلالی بھی ہیں اور صفات جمالی بھی ہیں ان کی نئی سے نئی شان کا فہم و ادراک اور معرفت نہ ہو تو اس وقت تک احکامات پر عمل نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ادراک ہوگا تو تبھی اس کے احکامات پر عمل بھی صحیح طرح ہوسکے گا۔ گویا اگر نماز روزہ اور باقی احکام کی روح کو سمجھنا ہے تو جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں دوسری جگہ فرمایا ہے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ۔ (الرحمن: 30) یعنی ہر گھڑی وہ ایک نئی شان میں ہوتا ہے اس کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔

پس اسلام کی حقیقت اور عبادات اور احکام الٰہی کو سمجھنے کے لئے بنیادی چیز اللہ تعالیٰ کی عظمت کا علم ہونا ہے کہ وہ کتنی عظیم ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ذات کا علم ہونا، اللہ تعالیٰ کی صفات جلالی اور جمالی کے مختلف پہلوؤں اور شانوں کا علم ہونا ضروری ہے کہ ان صفات کی بھی مختلف شانیں ہیں۔ یا اس کا علم اور معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اگر پوری طرح ادراک نہیں بھی ہوتا تو انسان کو کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی عبادات کو بجالانے کے لئے اور احکامات پر عمل کرنے کے لئے یہ کوشش کرے کہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی معرفت حاصل کرے کیونکہ تمام احکام الٰہی پر عمل کا انحصار اسی معرفت الٰہی پر ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جو غافل دل ہے اس کو علم ہی نہیں کہ معرفت الٰہی کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ذات و صفات کی شان اور عظمت کیا ہے؟ وہ کب نماز میں یا روزے کی ادائیگی میں اس کا حق ادا کرنے کی توفیق پا سکتا ہے یا دعا اور صدقہ و خیرات کی طرف توجہ دے سکتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ سب اعمال صالحہ کا محرک جس کی وجہ سے یہ تحریک پیدا ہو، جس کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہو کہ اعمال صالحہ بجالانے ہیں، وہ معرفت ہی ہے۔ جتنی زیادہ خدا تعالیٰ کی معرفت ہوگی اتنا زیادہ عبادات اور اعمال صالحہ کی روح کو سمجھتے ہوئے ان کو بجالانے کی طرف توجہ ہوگی۔ پس اگر ہم معرفت الٰہی کے حصول کی طرف توجہ کریں گے تو احکام الٰہی پر عمل کی طرف بھی توجہ رہے گی۔ بیشک شروع میں یہ معرفت اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کی خاص عطا کی وجہ سے نیک فطرت لوگوں کو عطا ہوتی ہے مگر پھر یہ معرفت ایمان کی خوبصورتی اور اعمال صالحہ کے بجالانے سے بڑھتی جاتی ہے اور انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اسے حقیقی اسلام کا پتہ چلتا ہے۔ صرف نام کا اسلام نہیں رہتا اور اس کا سینہ و دل اللہ تعالیٰ کی معرفت سے روشن ہو جاتا ہے۔ پس یہ چیز ہے جسے ہمیں ایک حقیقی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والے کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 11 یا 17 اپریل 2014۔ صفحہ 6-5)

---

بقیہ صفحہ 4 الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بچوں کو خلافت سے وابستہ کرنے کے لئے والدین کو ایک خوش قسمت افریقن احمدی ماں کی مثال دے کر سمجھایا کہ والدین کو اس وقت تک ہر مشکل کو سہنا ہوگا جب تک ان کی اولاد کی آنکھوں میں خلافت کی پہچان نہ ہو جائے اور وہ آنکھیں اپنی سکینت خلیفہ وقت کو دیکھ کر حاصل کرنے والی نہ بن جائیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

’’ان لوگوں کی طرف دیکھیں جو باوجود زبان براہ راست نہ سمجھنے کے، باوجود بہت کم رابطے کے۔۔۔ اخلاص و وفا میں بڑھ رہے ہیں۔ مثلاً یوگنڈا میں ہی جب ہم اترے ہیں اور گاڑی باہر نکلی تو ایک عورت اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے، دو اڑھائی سال کا بچہ تھا، ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کی اپنی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آ رہا تھا، وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا۔ اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو اور کافی دور تک دوڑتی گئی۔ اتنا رش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کے مسکرایا۔ ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ تو بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔‘‘ (خطبہ فرمودہ 27 مئی 2005، بحوالہ روزنامہ الفضل، 5 جولائی 2005ء)

ایک اور موقع پر آپ نے والدین کو ان کا مقام بتاتے ہوئے بچوں کو خلافت سے وابسطہ کرنے کے سلسلہ میں دعا دیتے ہوئے فرمایا: ’’پس ایک نئے عزم کے ساتھ ہمت اور دعا سے کام لیتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ آپ تو خوش قسمت ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مقدس رسولؐ اور مسیح پاک کی دعائیں بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ اے اللہ! تو ہماری مدد کر اور ہماری نسلوں کو بھی اسلام پر قائم رکھ۔‘‘ (روزنامہ الفضل ربوہ 20 ستمبر 2004ء ص:4)

آخر پر تمام والدین سے درد دل سے یہ درخواست ہے کہ اگر ہم وہ انقلاب دیکھنا چاہتے ہیں جس کا وعدہ خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح پاکؑ سے کیا ہے تو اس کے لئے ہمیں وہی کرنا ہوگا جس کا ارشاد ہمارے پیارے امام ہمیں دیتے ہیں۔ اور اسی طرح کرنا ہوگا جس طرح آپ کی منشا ہے اور اس سلسلہ میں ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 27 دسمبر 2013ء مسجد بیت الفتوح میں فرمایا:

’’آج اس زمانے میں ہم نے اگر حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقصد کا حصہ بننا ہے تو ہمیں آپ کی ہر بات پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ اپنے اندر روحانی انقلاب پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اس طاقت اور جوش کی ضرورت ہے جس کا نمونہ صحابہ نے جنگ حنین میں دکھایا تھا۔۔۔ جنگ حنین میں کیا ہوا؟ جنگ حنین میں اس وقت تک کی جو اسلام کی تاریخ تھی اس وقت مسلمانوں کا پہلا لشکر تھا جو دشمن کے مقابلے میں تیار ہوا تھا اور جس کی تعداد دشمن کے لشکر سے زیادہ تھی لیکن وہ لوگ جو لشکر میں شامل ہوئے تھے ان کی اکثریت مومن کی قربانی کی روح کو سمجھنے والی نہیں تھی۔ اس روح سے ناآشنا تھی۔ جب دشمن کے چار ہزار تیر اندازوں نے حکمت سے اچانک تیروں کی بوچھاڑ کی تو کچھ کمزور ایمان کی وجہ سے اور کچھ لوگ سواریوں کے بدکنے کی وجہ سے ادھر ادھر ہونے لگے اور اسلامی لشکر تتر بتر ہو گیا اور آنحضرت ﷺ اپنے صرف بارہ صحابہ کیساتھ میدانِ جنگ میں رہ گئے لیکن آپ نے اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹائے۔ باوجود اس مشورے کے کہ حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ واپس مڑ کر لشکر کو جمع کیا جائے، آپ نے فرمایا۔ خدا کا نبی میدان جنگ سے پیٹھ نہیں موڑتا۔ بہر حال آپؐ نے اس موقع پر حضرت عباسؓ کو جن کی آواز اونچی تھی، انہیں فرمایا کہ انصار کو آواز دے کر کہو کہ اے انصار! خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے۔۔۔ انصار کہتے ہیں کہ جب ہمارے کانوں میں حضرت عباس کی آواز پڑی کہ خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے تو اس سے پہلے ہم اپنی سواریوں کو میدان جنگ کی طرف موڑنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن اس آواز نے ایسا جادو کیا کہ ایک نیا جذبہ اور بجلی کی طاقت ہمارے جسموں میں پیدا ہوگئی۔ اور جو سواریاں مڑ سکیں ان کے سوار سواریوں سمیت میدان جنگ میں پہنچ گئے اور جو سواریاں باوجود کوشش کے مڑنے کے لئے تیار نہیں تھیں تو ان سواروں نے ان سواریوں کی گردنیں اپنی تلواروں سے کاٹ دیں اور دوڑتے ہوئے میدان جنگ میں پہنچ گئے اور لبیک یا رسول اللہ! کہتے ہوئے آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ (تاریخ الخمیس جلد 2 صفحہ 102-103 باب ذکر غزوہ حوازن بحنین مطبوعہ بیروت)۔۔۔ پس یہ لبیک کہنے کی وہ روح ہے جسے آج ہمیں بھی کام میں لانا چاہئے۔۔۔ آج زمانے کا امام، مصلح اور آنحضرت ﷺ کی اتباع میں آنے والا نبی جو ہمیں ہماری حالتوں کی درستگی کی طرف بلا رہا ہے تو ہمیں بھی لبیک کہتے ہوئے اس کے گرد جمع ہونے کی ضرورت ہے اور یہ ہمارا فرض ہے کہ اس کے گرد جمع ہو جائیں۔ آج تلواروں کے جہاد کے لئے نہیں بلایا جا رہا بلکہ نفس کے جہاد کے لئے بلایا جا رہا ہے جس میں کامیابی تمام دنیا میں اسلام کا جھنڈا لہرانے کا باعث بنے گی۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو اس آواز پر دیوانہ وار لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قسط دوم

# خطبات امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور تربیت اولاد

(مبارک احمد تنویر صاحب۔مربی سلسلہ)

## بچوں کی اسلامی فطرت کو بگاڑنے والا کون ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت کو جو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں اور ساتھ ہی ان خطرات کا شکار ہونے والوں کے انجام سے بھی اپنے پاک کلام قرآن شریف میں بڑے واضح الفاظ میں آگاہ فرمایا، چنانچہ انسانی فطرت کے دشمن کے منصوبوں سے آگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیطان نے کہا:

وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ. (النساء: 122،120)

ترجمہ: اور میں ضرور ان کو گمراہ کروں گا اور ضرور انہیں امیدیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور مویشیوں کے کانوں پر زخم لگائیں گے اور میں ضرور اُنہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور اللہ کی تخلیق میں تغیر کر دیں گے۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

قرآن شریف ہی سے پتہ چلتا ہے کہ انسانی فطرت کو بگاڑنے میں وہ کن کن راہوں سے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو اس کے ان منصوبوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ. اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

(البقرہ:170,169)

اے لوگو! اُس میں سے حلال اور طیّب کھاؤ جو زمین میں ہے اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ یقیناً وہ تمہیں محض برائی اور بے حیائی کی باتوں کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ تم اللہ کے خلاف ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کوئی علم نہیں۔ (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

یہاں اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں بیان فرما دیا کہ شیطان کی کوشش ہوگی کہ وہ حلال اور حرام کا فرق ختم کر دے۔ برائی اور بے حیائی کا حکم دے۔ اور بے حیائی ایک ایسی روحانی مرض ہے جسے لگ جائے اس کے لئے پھر ہر طرح کی اخلاقی قدریں ختم ہو جاتی ہیں اس کی اچھائی اور برائی میں تمیز کی فطرتی حس ہی کام چھوڑ دیتی ہے اسی لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

(صحيح البخاری، كتاب الأدب، بَابُ إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ابتداء سے تمام انبیاء کا جس بات پر اتفاق رہا ہے وہ یہ کہ، جب حیا نہ تو جو چاہو کرو۔

یعنی حیاء سے عاری ہونا ایک ایسی خطرناک مرض ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاءؑ کے ذریعے ہوشیار کیا ہے۔ حیاء ایک ایسا بند ہے کہ اگر یہ ٹوٹ جائے تو انسان کے ظاہری اور باطنی حسن کو تند سیلاب کی طرح بہا کر لے جاتا ہے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شیطانی حملوں سے انسان اپنی تدابیر اور صرف عقل پر انحصار کر کے نہیں محفوظ رہ سکتا کیونکہ اس کی تباہ کن چالوں سے حفاظت صرف اور صرف اس نظام کے اندر رہنے سے ہو سکتی ہے جو ایک ایسی ہستی نے بنایا ہو جو اس شیطان لعین کے منصوبوں سے آگاہ ہو اور کوئی چیز اس کی نظروں سے پوشیدہ نہ ہو اور وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو شیطانی گروہ کے انسانیت کے لئے تباہ کن نظام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (الاعراف:28)

اے بنی آدم! شیطان ہرگز تمہیں بھی فتنہ میں نہ ڈالے جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا تھا۔ اس نے ان سے ان کے لباس چھین لئے تا کہ اُن کی برائیاں اُن کو دکھائے۔ یقیناً وہ اور اس کے غول تمہیں دیکھ رہے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ یقیناً ہم نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

صاف ظاہر ہے کہ انسان اپنی عقل اور وسائل سے اسی دشمن کے وار سے محفوظ رہنے کی کوشش کر سکتا ہے جس کا اسے علم ہو۔ اب ایسا دشمن جو ایسی کمین گاہ میں ہو جس کا علم ہی نہ ہو اس کا مقابلہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر رحم کرتے ہوئے ہر دور میں اس دشمن سے بچانے کے لئے اپنی طرف سے ایسے افراد مقرر کرتا رہتا ہے جو اس عالم الغیب سے اطلاع پا کر انسانیت کو اس ازلی دشمن کی چالوں سے مسلسل ہوشیار کرتے رہتے ہیں۔ جو بھی انسان ان خدا کے فرستادوں کی بات پر کان دھرتا ہے اور لبیک کہتا ہے وہ خدا کے فضل سے اس تباہی سے محفوظ ہو کر حصار امن و امان میں آ جاتا ہے۔ اور جو خدا کے نمائندوں سے رخ موڑ لیتے ہیں آخر دونوں جہانوں کی نامرادی اور حسرت ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان شیطانی چالوں کا شکار ہونے والوں کی تصویر پیش کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا. يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا. اُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَ لَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا .(النساء: ,120,122)

ترجمہ: اور جس نے بھی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا تو یقیناً اس نے کھلا کھلا نقصان اٹھایا۔ وہ انہیں وعدے دیتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے۔ اور دھوکے کے سوا شیطان ان سے کوئی وعدہ نہیں کرتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنّم ہے۔ اور وہ اس سے گریز کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔ (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا میں شیطانی گروہ کی پیروی کرنے والے آخرت میں خدا تعالیٰ سے التجا کریں گے کہ:

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ.

(حم سجدہ:30)

اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں جن و اِنس میں سے وہ دونوں دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اِس غرض سے کہ ہم انہیں اپنے قدموں تلے روندیں تا کہ وہ انتہائی ذلیل ہو جائیں۔ (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اب اس آیت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ انسان جن کی چالوں کا شکار ہو کر تباہ ہوا، اس دنیا میں وہ ان کو اپنا خیر خواہ ہی سمجھتا رہا اور یہ اس کا فیصلہ اپنی عقل کی بنا پر تھا نہ کہ خدا تعالیٰ کے عطا کردہ آسمانی نور کی روشنی میں۔ اور ایسی ہی مجرد عقل کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز
یہ تو خود اندھی ہے گر نیر الہام نہ ہو

حضرت محمد مصطفیٰ، رحمۃ اللعالمین ﷺ نے اس دشمن فطرت انسانی کا ذکر درج ذیل الفاظ میں فرمایا:

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَتِهِ: أَلَا اِنَّ رَبِّىْ اَوْ اِنَّ رَبِّىْ اَمَرَنِىْ اَنْ اُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِى يَوْمِى هٰذَا، كُلُّ مَا نَحَلْتُ حَلَالٌ، وَ اِنِّىْ خَلَقْتُ عِبَادِىْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَ اِنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَاَمَرَتْهُمْ اَنْ يُّشْرِكُوْا بِىْ مَالَمْ اُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا،...

(صحيح مسلم : كتاب الجنة و صفة نعيمها)

ترجمہ: حضرت عیاض بن حمار مجاشعیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: سنو میرے رب نے مجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ میں تم لوگوں کو وہ باتیں سکھا دوں کہ جن باتوں سے تم لاعلم ہو، میرے رب نے آج کے دن مجھے وہ باتیں سکھا دیں۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میں نے اپنے بندے کو جو تحائف دیئے ہیں وہ اس کے لئے حلال ہیں۔ اور میں نے اپنے بندوں کو حنفاء یعنی ہر حال میں حق کی طرف رجوع کرنے والا پیدا کیا ہے لیکن شیطان میرے ان بندوں کے پاس آکر ان کو دین سے بہکاتے ہیں اور میں نے اپنے بندوں کے لئے جن چیزوں کو حلال کیا ہے وہ ان کے لئے حرام قرار دیتے ہیں اور وہ ان کو ایسی چیزوں کو میرے ساتھ شریک کرنے کا حکم دیتے ہیں جس کی کوئی حجت میں نے نازل نہیں کی۔۔۔

آنحضرت ﷺ نے اس حدیث قدسی میں انسانی فطرت کا بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ نے حنیف ہی بنائی ہے پھر اس کو بگاڑنے والے گروہ اور اس کے طرز عمل سے بڑا واضح آگاہ فرما دیا ہے۔ کہ وہ دین سے دور کرنے کی کوشش کرے گا اور حلال و حرام کی تمیز کو ختم کرنے کی ایک مہم میں لگا رہے گا۔

اب دیکھتے ہیں کہ وہ خوش نصیب جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ فطرت کو اس کے احکامات کے مطابق پروان چڑھاتے ہیں ان کی دنیا و آخرت کیسی ہوگی۔

## اسلامی فطرت پر قائم رہنے والوں کا ذکر:

خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطرت کو خدا کے ہی عطا کردہ نظام کے مطابق پروان چڑھانے والوں کا ذکر قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا. خَالِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا

(سورۃ الكهف:109.108)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان کے لئے مہمانی کے طور پر فردوس کی جنتیں ہیں۔ وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں۔ کبھی ان سے جدا ہونا نہیں چاہیں گے۔ (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اب یہ ذکر سورۃ الکہف کی ان دس آیات میں ہے جن کے متعلق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر دجال کے شر سے بچنا ہو تو ان پر کار بند رہنا۔ اور دجال سے مراد کونسا گروہ ہے وہ آگے ہم حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی روشنی میں دیکھیں گے۔

پھر قرآن کریم کی سورۃ النساء میں فرمایا:

وَالَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا. (سورۃ النساء:123)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ہم ضرور اُنہیں ایسی جنتوں میں داخل کریں گے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں۔ یہ اللہ کا سچّا وعدہ ہے۔ اور (اپنے) قول میں اللہ سے زیادہ سچا اَور کون ہے۔ (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

قرآن اور حدیث کی روشنی میں سب سے بڑا فتنہ دجال کا ہے اور اس دجالی فتنہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''قرآن شریف اس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں دجال ہے شیطان قرار دیتا ہے۔۔۔ سو وہ دجال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے وہ شیطان ہی ہے جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائے گا۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ:41)

آپؑ مزید اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

''اور یہ دجال صرف آسمانی حربہ سے ہی ہلاک کیا جائے گا یعنی بشری طاقت سے نہیں بلکہ خدا کے فضل سے ہی قتل ہوگا، پس نہ کوئی لڑائی ہوگی نہ مار پیٹ، بلکہ یہ ایک ایسا امر ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے وقوع پذیر ہوگا۔ اور یہ دجال (شیطان) ہر صدی میں اپنی ذریت میں سے بعض کو مقرر کرتا رہا تا مومنوں، موحدوں، نیکوکاروں، حق پر قائم لوگوں اور اس کے طالبوں کو گمراہ کرے اور دین کی عمارت کو گرا دے اور اللہ تعالیٰ کی کتب کو پارہ پارہ کر دے۔۔۔''

(اعجاز المسیح، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول مطبوعہ 2004ء قادیان، صفحہ:27)

پھر شیطان اور اس کی ذریت کی دور حاضر میں حالت سے آگاہ کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

''شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لے کر اسلام کے قلعہ پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اس کو ہمیشہ کے لئے شکست دینے کے لئے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 16 ایڈیشن 2003)

اسی مضمون کو ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، جن کے ہاتھ میں اب خدا تعالیٰ نے اس روحانی لشکر کی کمان دی ہے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''یاد رکھیں کہ یہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آپ اس فوج میں داخل ہوئے ہیں جو اس زمانے کے امام نے بنائی۔۔۔ آخری فتح انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کی ہی ہے۔۔۔ لیکن ایک بات ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ بیرونی شیطان کو شکست دینے کے لئے جو اندرونی شیطان ہے اس کو بھی زیر کرنا ہوگا۔۔۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 06 مارچ 2009، بیت الفتوح)

اس خوفناک اور دونوں جہانوں میں تباہ کرنے والی شیطانی یلغار سے بچاؤ کی اگر کوئی صورت ہے تو وہ اسی نظام سے اپنے

Vol. 21 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 04
Ahmadiyya Muslim Jamaat, National Shoba Tasneef, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Email:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

آپ اور اپنی اولاد کو وابستہ کر دینا ہے جو اس زمانے میں خدائے رحمٰن نے خود قائم فرمایا ہے۔ چنانچہ اسی نظام کی منادی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے۔ضرور وہ اس روشنی سے حصّہ لے گا۔مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے۔وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔اس زمانہ کا حصنِ حصین میں ہوں۔جو مجھ میں داخل ہوتا ہے۔وہ چوروں اور قزّاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔مگر جو شخص میری چار دیواری سے دور رہنا چاہتا ہے۔ ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے۔اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے۔اور نیکی کو اختیار کرتا ہے۔اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے۔اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک مطیع بندہ بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور میں اُس میں ہوں۔''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

حضرت مسیح موعودؑ کے بعد آپ کی نیابت میں اب وہ حصن حصین خلافت حقہ کا نظام ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق ہمیں عطا فرمایا ہے۔ جو بھی اس خلافت سے چمٹ جائے گا اور اپنی نسلوں کو چمٹا دے گا، جو اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت اس طرز پر کرے گا جو خالق فطرت خدا نے خود عطا کیا ہے وہی خوش نصیب ہے۔اور ہم انصار اللہ پر تو یہ ذمہ داری کئی گنا بڑھ جاتی ہے کیونکہ ہم انصار اللہ کے عہد میں درج ذیل اقرار بارہا کر چکے ہیں کہ:

''۔۔۔نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدو جہد کرتا رہوں گا۔اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔''

اب یہ خلافت سے وابستگی کیا ہے اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ اپنے پیارے احباب سے تعلق کی ایک بڑی ہی پیاری آرزو کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ ورابطہ رہے''۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ۔ صفحہ 42۔سٹیم پریس قادیان، طبع سوم 1935ء)

اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کے مطابق جب تک خدا تعالیٰ کے مقررہ کردہ مبارک وجود سے ایک ذاتی واسطہ اور رابطہ نہ ہو یہ مقصد پانا محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان عظیم ہے کہ اکناف عالم میں بسنے والے احمدیوں کے لئے ایم۔ٹی۔اے کی شکل میں یہ کھڑکی اب ہر گھر میں کھل چکی ہے۔ ہمارے پیارے امام 24 گھنٹوں میں کئی بار اس کے ذریعے اپنے دیدار سے نوازتے ہوئے سلامتی کے پیغام اور زندگی کی حلاوت عطا کرنے والے مبارک کلمات سے پیاسی روحوں کی پیاس بجھانے کے تازہ بتازہ سامان مہیا فرماتے ہیں۔اور یہ زندگی بخش جام پورا فائدہ اسی کو ہی دیتا ہے جو خود براہ راست اسے مبارک وجود سے لیتا ہے۔اسی لئے خلفاء احمدیت نے اس پر بار بار زور دیا کہ خلیفہ وقت کی آواز کو براہ راست سنیں۔اور خلافت کی آواز کو ہر ایک کا براہ راست سننا کیوں ضروری ہے وہ درج ذیل ارشادات سے واضح ہو جاتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''میرا تجربہ ہے کہ خلیفہ وقت کی طرف سے جو بات کوئی دوسرا پہنچاتا ہے اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا براہ راست خلیفۂ وقت سے کوئی بات سنی جائے۔ میرا اپنا زندگی کا لمبا عرصہ دوسرے خلفاء کے تابع ان کی ہدایت کے مطابق چلنے کی کوشش میں صرف ہوا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پیغام پہنچائے فلاں خطبہ میں خلیفہ نے یہ بات کی تھی اور خطبہ میں خود حاضر ہو کر وہ بات سننا ان دونوں باتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔''

(خطبہ جمعہ 8 جنوری 1993۔ خطبات طاہر جلد 12 صفحہ:20)

اسی اہم نقطہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''اس طرف بہت توجہ کریں، اپنے گھروں کو اس انعام سے فائدہ اٹھانے والا بنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے ہمارے علمی اور روحانی اضافے کے لئے ہمیں دیا ہے۔ تاکہ ہماری نسلیں احمدیت پر قائم رہنے والی ہوں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم۔ٹی۔اے سے جوڑیں۔اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آرہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں۔ جماعت اس پر لاکھوں ڈالر ہر سال خرچ کرتی ہے اس لئے کہ جماعت کے افراد کی تربیت ہو۔ اگر افراد جماعت اس سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو اپنے آپ کو محروم کریں گے۔۔۔ ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے پس اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ 18 اکتوبر 2013ء بحوالہ روزنامہ الفضل 3 دسمبر 2013 صفحہ:5)

قرآن کریم اور ارشادات رسول ﷺ کی روشنی میں یہ بات تو ایک کھلی حقیقت ہے کہ ان دجالی قوتوں کے غلبہ کے زمانہ میں انسان خدائی عطا کردہ نظام کے ساتھ جب تک چمٹ کر نہ رہے بچ نہیں سکتا۔اور اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم احسان ہے کہ اس کے عطا کردہ اس نظام کے سربراہ ہمیں ہر قدم پر راہنمائی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ کس طرح اور کس حد تک چمٹنا ہے چنانچہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بڑے ہی دلکش انداز میں ایک واقعہ کے ذریعہ ہماری راہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک بادشاہ محمود غزنوی کا ایک خاص جرنیل تھا۔ بڑا قریبی آدمی تھا اس کا نام ایاز تھا۔ انتہائی وفادار اور اپنی اوقات بھی یاد رکھنے والا تھا۔اس کو پتہ تھا کہ میں کہاں سے اٹھ کر کہاں پہنچا ہوں۔اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یاد رکھنے والا تھا اور بادشاہ کے احسانوں کو بھی یاد رکھنے والا تھا۔ ایک دفعہ ایک معرکے سے واپسی پر جب بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ جا رہا تھا تو اس نے ایک جگہ پڑاؤ کے بعد دیکھا کہ ایاز اپنے دستے کے ساتھ غائب ہے۔تو اس نے باقی جرنیلوں سے پوچھا کہ وہ کہاں گیا ہے تو اردگرد کے جو دوسرے لوگ خوشامد پسند تھے اور ہر وقت اس کوشش میں رہتے تھے کہ کسی طرح اس کو بادشاہ کی نظروں سے گرایا جائے اور ایاز کے عیب تلاش کرتے رہتے تھے تو انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا کہ بادشاہ کو اس سے بدظن کریں۔ اپنی بدظنی کے گناہ میں بادشاہ کو بھی شامل کرنا چاہتے تھے۔انہوں نے فوراً ایسی باتیں کرنا شروع کر دیں جس سے بادشاہ کے دل میں بدظنی پیدا ہو۔بادشاہ کو بہر حال اپنے وفادار خادم کا پتہ تھا۔ بدظن نہیں ہوا۔اس نے کہا ٹھیک ہے تھوڑی دیر دیکھتے ہیں۔آ جائے گا تو پھر پوچھ لیں گے کہ کہاں گیا تھا۔اتنے میں دیکھا تو وہ کمانڈر اپنے دستے کے ساتھ واپس آرہا ہے۔اور اس کے ساتھ ایک قیدی بھی ہے۔تو بادشاہ نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے۔اس نے بتایا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی نظر بار بار سامنے والے پہاڑ کی طرف اٹھ رہی تھی تو مجھے خیال آیا ضرور کوئی بات ہوگی۔ مجھے چیک کر لینا چاہئے، جائزہ لینا چاہئے، تو جب میں گیا تو میں نے دیکھا کہ یہ شخص جس کو میں قیدی بنا کر لایا ہوں ایک پتھر کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں تیر کمان تھی تاکہ جب بادشاہ وہاں سے گزر رہا تو وہ تیر کا وار آپ پر چلائے۔تو سب باقی سردار بیٹھے تھے جو بدظنیاں کر رہے تھے اور بادشاہ کے دل میں بدظنی پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے وہ سب اس بات پر شرمندہ ہوئے۔

تو اس واقعہ سے ایک سبق بدظنی کے علاوہ بھی ملتا ہے کہ ایاز ہر وقت بادشاہ پر نظر رکھتا تھا۔ ہر اشارے کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ پس یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے بیعت اور محبت کا دعویٰ ہے اس کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے اور اس کے ہر اشارے اور حکم پر عمل کرنے کے لئے ہر احمدی کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ہر حکم کو ماننے کے لئے بلکہ ہر اشارے کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 مئی 2006ء، الفضل انٹرنیشنل 16 تا 22 جون 2006ء)

پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمارے سامنے کس طرح کھول کر بیان فرما دیا کہ کیسے ہر احمدی کی نظر ہر وقت اپنے امام کی طرف لگی رہے تو ہی اس نظام کی برکات سے پورا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔اب دیکھتے ہیں کہ خلیفہ وقت کے مقدس الفاظ کو خود سننا کس طرح بچوں کی کایا پلٹ دیتا ہے اور کیسے انہیں پھر سے فطرت صحیحہ کی طرف واپس لاتا ہے اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے ہوتا ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقعہ پر احمدی نونہالوں کی سعید فطرت کا ذکر کرتے ہوئے احمدی والدین کو اس فطرت کی حفاظت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''ایم۔ٹی۔اے۔ پر سننے والوں کی میں نے بات کی ہے تو ان کی طرف سے بھی مجھے اظہارِ جذبات کے خطوط مل رہے ہیں بلکہ بعض بچوں کے والدین کے تاثرات بھی مل رہے ہیں کہ ہمارے بچوں نے، اطفال نے آپ کا خطاب سنا تو ان دس گیارہ سال کے بچوں کے چہروں پر شرمندگی کے آثار تھے۔ بلکہ ایک بچے کی ماں نے مجھے بتایا کہ میرا بچہ جب خطاب سب رہا تھا تو اس نے منہ کے آگے Cushion رکھ لیا کہ میں بعض وہ باتیں کرتا ہوں جن کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔ میرے متعلق کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ ٹی۔وی پر مجھے دیکھ دیکھ کر یہ باتیں کر رہے ہیں، خطاب کر رہے ہیں تو میں نے منہ چھپا لیا کہ نظر نہ آؤں۔ پس یہ سعید فطرت ہے، یہ وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ نے آج حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے بچوں میں بھی پیدا کی ہوئی ہے کہ نصیحتوں پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے بلکہ شرمندہ ہو کر اپنی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ بعضوں نے اپنے موبائل فون بند کر دیئے ہیں۔ سکول میں بیٹھ کر بجائے پڑھائی پر توجہ دینے کے بعض بچے اس سوچ میں رہتے تھے کہ ابھی بریک ہوئی یا ابھی چھٹی ہوگی تو پھر اپنے موبائل پر کوئی گیم کھیلیں گے یا اور اس قسم کی فضولیات میں پڑ جائیں گے جو فونوں پر آجکل مہیا ہوتی ہیں۔ اب میری باتیں سنی ہیں تو انہوں نے کہا یہ سب فضولیات ہیں، ہم اب اس کو استعمال نہیں کریں گے، ان کھیلوں کو نہیں کھیلیں گے۔ یہ کھیلیں ایسی ہیں جو صحت نہیں بناتیں، جو دماغی ورزش بھی نہیں بلکہ ایک نشہ چڑھا کر مستقل انہی چیزوں میں مصروف رکھتی ہیں، ایک پاگل پن (یا انگلش میں جسے craze کہتے ہیں) وہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم صرف اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے۔ جو ہوشمند اور بڑے ہیں ان کو خود اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور مستقل مزاجی سے ان جائزوں کی ضرورت ہے۔ ان جائزوں کو لیتے چلے جانا ہے اور اسی طرح والدین کو مستقل اپنے بچوں کو یاد دہانی کروانے کی ضرورت ہے کہ جب ایک اچھی بات عادت تم نے اپنے اندر پیدا کر لی ہے تو پھر اسے مستقل اپنی زندگی کا حصہ بناؤ۔ ماحول سے متاثر نہ ہو جاؤ۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 ستمبر 2011ء، بحوالہ روزنامہ الفضل 15 نومبر 2011ء صفحہ:2،3)

یہی تو زندگی عطا کرنے کا وہ مقدس نسخہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن کریم میں درج ذیل الفاظ میں عطا کیا

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اسْتَجِیْبُوا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ.

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تاکہ وہ تمہیں زندہ کرے.(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اور اسی زندگی کے راز سے آگاہ کرتے ہوئے ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے اس لئے اگر زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں، پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہو جائے۔''

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر مارچ اپریل 2004۔ صفحہ 4)

جان سے عزیز آقا حضرت خلیفۃ المسیح بقیہ صفحہ 2